محمد عمر فاروق

پاکستان مزید تجربات کا متحمل نہیں ہوسکتا

تحریک پاکستان کے دوران ایک نعرہ تسلسل سے لگ رہا تھا اور لوگ اس نعرے کو عملی شکل میں دیکھنے کی خاطر اپنی جان، مال اور آبرو قربان کئے جا رہے تھے کہ زندگی کی ہر متاع لٹا کر بھی اگر یہ نعمت خداوندی ہاتھ آ جاتی ہے تو پھر بھی یہ سودا مہنگا نہیں، برصغیر کی فضاؤں میں گونجنے والا نعرہ یہ تھا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا، لاالہٰ الا اللہ'' آل انڈیا مسلم لیگ نے اسی نعرے کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت کو اپنے جھنڈے تلے اکٹھا کرلیا۔ متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں نے لیگی رہنماؤں کے ان دعوؤں پر اپنے گھربار، حتیٰ کہ بہو، بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔ لیکن ہوا کیا یہی کہ ان گنت قربانیوں سے پاکستان کا خواب حقیقت میں تو ڈھل گیا۔ لیکن پاکستان پر لاالہٰ الا اللہ کے نظام کی عملداری آج تک قائم نہ ہوسکی۔

کبھی عائلی قوانین اور کبھی اسلامائزیشن کے نام پر اسلام کو بازیچہ اطفال بنا کر رکھ دیا گیا۔ اور مسلمانوں کی مملکت میں اسلام اجنبی ہو کر رہ گیا۔ بحیثیت قوم ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے حکمران اپنے مفادات کے پیش نظر پاکستان میں نہ تو حقیقی جمہوریت لا سکے اور نہ ہی اسلام کو اس کی اصل صورت میں نافذ کیا۔ نتیجہ یہ کہ ملک پر ہمیشہ آمروں اور فسطائیوں کی حکمرانی رہی اور کروڑوں عوام کی حقیقی آرزوؤں کو خاک میں ملا کر ان کی بے بسی کا تماشا دیکھا جاتا رہا۔ اور الزام ہمیشہ دینی قوتوں کے سر پر منڈھا جاتا رہا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے متفقہ طور پر نظام مملکت چلانے کے تیئیس (۲۳) اسلامی نکات پیش کر کے اسلام میں طعنہ زنوں کو لگام دی۔ حکمران اگر مخلص ہوتے تو ان نکات کی روشنی میں اسلام کو قوت حاکمہ کے طور پر نافذ کر سکتے تھے لیکن ان کی منافقت اور لادینیت نے انہیں ہمیشہ ایسے کسی بھی عمل سے باز رکھا کہ جس کا نتیجہ نظریہ پاکستان کی بالاتری کی شکل میں سامنے آئے۔ اور یوں نفاذ اسلام کی منزل کو جان بوجھ کر دور کر دیا گیا۔

اب پھر اسلام کے نفاذ کی باتیں کی جا رہی ہیں فرق بس اتنا ہے کہ باتیں پرانی ہیں۔ مگر چہرے نئے ہیں۔ ہمارے محترم وفاقی وزیر مذہبی امور جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی کا یہ بیان توجہ طلب ہے کہ ''ہم پاکستان کو ایسی تجربہ گاہ بنانا چاہتے ہیں جس میں اسلامی معاشرہ کا عکس پوری طرح نظر آئے'' محترم غازی صاحب کا یہ بیان پڑھ کر ہمیں بے اختیار صدر ضیاء الحق مرحوم یاد آ گئے جو بالکل اسی انداز میں پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کے بیانات جاری فرمایا کرتے تھے۔ محترم ڈاکٹر محمود احمد غازی کا یہ بیان ان کی علمی قابلیت اور دین سے قربت کے بالکل الٹ ہے۔ تجربہ کسی چیز کے اچھے یا برے نتائج معلوم کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔ اسلام کا تجربہ تو کامیابی کے ساتھ چودہ سو سال پہلے مدینہ کی ریاست میں کیا جا چکا ہے۔ اب پھر نئے سرے سے تجربہ کے کیا معنی؟ اسلام تجربہ کا نہیں نفاذ کا متقاضی ہے۔ جس کے لئے نیت کا اخلاص پہلی شرط ہے اسلام تو دین فطرت ہے۔ اور سراسر مخلوق کے لئے خالق کا تخلیق کردہ نظام زندہ ہے۔ جو انسانوں کے بنائے ہوئے نظاموں کی کمزوریوں اور خامیوں سے پاک ہے۔ مخلوق کے ساختہ نظام چاہے وہ کمیونزم کی شکل میں ہوں یا سوشلزم کی صورت میں، آمریت کے رنگ میں ہوں یا جمہوریت کے لبادے میں، سینکڑوں تجربات سے گزر کر بھی بالآخر ناکامی سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔ لیکن اسلام نے مدینہ کی پہلی اسلامی فلاحی مملکت میں ایسے نظام زندگی کی حیثیت سے اپنی فلاحی مملکت میں ایسے نظام زندگی کی حیثیت سے اپنی کامیابی کا لوہا منوایا کہ آج بھی غیر مسلم اقوام کے لئے اسلام کی ابدی سچائیوں کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

پڑوسی اسلامی مملکت افغانستان کی ناقابل تردید مثال ہمارے سامنے ہے۔ افغان مسلمان جنہیں عالم کفر اور بعض مسلمان

''دانشور'' اب بھی جاہل، اجڈ، گنوار اور قدامت پرست کہہ کر ان کا مذاق اڑانے سے بھی باز نہیں آتے ان فرزندان اسلام نے دنیا بھر کی مخالفت مول لے کر اسلام کی عملداری قائم کی اور آج افغانستان امن و امان کا گہوارہ اور عدل و انصاف کی مثال بن چکا ہے۔ افغان بوریا نشینوں نے اپنے اوپر اسلام نافذ کر کے دنیا کو باور کرایا کہ اس جدید دور میں بھی اسلامی قوانین اور ضوابط بالکل اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے تھے۔ یہ اسلامی نظام حیات ہی کی برکات ہیں کہ افغانستان کے بہادر عوام اور ان کے غیرت مند حکمران کسی بھی عالمی قوت کو خاطر میں نہیں لاتے، افغانستان کسی بھی ملک کا مقروض نہیں ہے اور وہ اپنے فیصلے کرنے میں آزاد و خود مختار ہے۔

پاکستان کی تو بنیاد ہی اسلام کے آفاقی قانون کی بالادستی کے اصول پر قائم ہوئی ہے جس سے غفلت و لاپرواہی نے ہی ہمیں انتشار و افتراق کا شکار کر کے غیر ملکی قوتوں کا اجیر بنا دیا ہے۔ آزادی حاصل کر کے بھی ہم غلامی کے بندھنوں میں بندھے ہوئے ہیں اور بیرونی آقاؤں کی منشاء پر ملک میں نت نئے تجربات کر کے ملک و قوم کو تنزلی اور ذلت سے دوچار کر رہے ہیں۔ اسلام حریت و آزادی کا نقیب ہے اور اس کی حاکمیت و عملداری ہی ہمیں غیروں کی غلامی سے چھڑا کر آزادی و خود مختاری کی نعمت سے سرفراز کر سکتی ہے۔

(بقیہ از صفحہ ۲۵)

اتفاق نہیں تھا اور اس وقت جنرل محمد ضیاء الحق کا صدر پاکستان اور افواج پاکستان کا سالار اعلیٰ ہونا بھی اتفاق نہیں تھا۔ پاکستان کا ایٹمی طاقت بن جانا بھی اتفاق نہیں ہے۔ لیکن پاکستان کے لئے جب بھی قربانی دے گا مولوی ہی دیگا خواہ وہ داڑھی والا مولوی ہو یا بغیر داڑھی کے۔

یہ بنیاد پرست بھی خوب اصطلاح ہے۔ اسے یورپ نے تراشا ہے اور جعفری صاحب جیسے دانشور صاحبان نے اس کی جگالی شروع کر دی ہے۔ ایک شخص یا تو مسلمان ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ اگر وہ مسلمان ہے تو لازمی طور پر اسلام کے بنیادی عقائد اس کے ایمان کا حصہ ہوں گے۔ وہ نماز کا پابند ہوگا، زکوٰۃ ادا کرتا ہوگا، سود سے پرہیز کرتا ہوگا اور مکروہات سے دامن بچاتا ہوگا۔ اگر یہ بنیادی عقائد کسی شخص کے ایمان کا حصہ نہیں ہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ جعفری صاحب کے نزدیک غیر بنیاد پرست مسلمان شاید وہ ہے جس کا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے کسی پر بھی ایمان نہ ہو صرف اس کا نام مسلمانوں جیسا ہو۔ ایسے شخص کو اسلام میں منافق کہتے ہیں۔ جعفری صاحب غالباً ایسے ہی مسلمان چاہتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کے راستے میں مولوی (خواہ داڑھی والا ہو خواہ بغیر داڑھی کے) ہمیشہ ایک بہت بڑی رکاوٹ رہے گا خواہ جعفری صاحب جیسے دانشوروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ اگرچہ اس موضوع پر مزید بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن ایسا نہ کرنا کسی کے مفاد میں نہیں۔

حضرت مولانا
محمد علی جالندھری
رحمہ اللہ

تالیف: مولانا محمد سعید الرحمن علوی رحمہ اللہ
مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستان حیات
جدوجہد اور خدمات قیمت:=/100

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان